تیسرا ہفتہ

(سورت الحجرات کی آیت نمبر 8-1 کا ترجمہ وتفسیر، ایمان کی حلاوت والی حدیث کا ترجمہ وتشریح)

نصاب میں شامل سورہ حجرات کی آیات کا ترجمہ وتشریح

☆۔ **سورۃ الحجرات کا تعارف:** سورۃ الحجرات "ادب نبوی ﷺ اور معاشرتی احکام" کے موضوع کی مناسبت سے مکمل سلیبس میں شامل ہے، یہ سورت مدنی ہے اس کی اٹھارہ آیات اور دو رکوع ہیں، سورت کا نمبر 49 ہے، یہ چھبیسویں پارے میں ہے، حجرات کا لفظ حجرہ کی جمع ہے اور یہاں اس لفظ سے مراد نبیؑ کی رہائش گاہیں ہیں۔

سورۃ الحجرات	آیت نمبر: 01

یَا اَیُّهَا	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تُقَدِّمُوْا	بَیْنَ	یَدَیِ
اے	جو لوگ	ایمان لائے ہو	نہ آگے بڑھو	درمیان	سامنے
اللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	وَاتَّقُوْا اللّٰهَ	اِنَّ اللّٰهَ	سَمِیْعٌ	عَلِیْمٌ
اللہ تعالی	اور اس کے رسول	اور اللہ سے ڈرو	بیشک اللہ	سننے والا	جاننے والا

سلیس اردو ترجمہ:

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

تفسیر وتشریح:

سورہ حجرات کی اس آیت میں ایمان والوں کو دو اہم حکمِ ربانی دیئے جا رہے ہیں اور ساتھ ہی اللہ کی صفات کا بھی تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ مثلاً:

☆۔ **اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھنے کا حکم:**

(یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَیْنَ یَدَیِ اللَّهِ وَرَسُولِهٖ)

یہاں پر اطاعت وفرمانبرداری کی مناسبت سے بات کی جا رہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا

جو حکم جتنا دیا گیا ہے اس پر عمل اسی طرح کیا جانا چاہیے اس حکم میں اپنی مرضی سے کمی وبیشی نہیں کرنی چاہیے۔

پیش قدمی اور آگے بڑھنے کا کچھ تعلق تو نبی ﷺ کی زندگی میں تھا مثلاً: مجلس طعام میں آپ سے پہلے کھانا شروع کرنا، مجلس مشاورت میں آپ سے پہلے گفتگو کرنا، آپ ﷺ کے فیصلے کو ترجیح نہ دینا بلکہ اپنی رائے کو مسلط کرنا، آپ ﷺ سے آگے چلنا وغیرہ اور بعض پیش قدمیوں کا تعلق آپ ﷺ کی حیات کے بعد کے ساتھ ہے مثلاً: نیکی کا جتنا کام آپ ﷺ نے کیا تو کوئی اس سے زیادہ کر کے آگے بڑھنے کی کوشش کرے، آپ ﷺ کے احکام ومسائل اور تعلیمات کو ناکافی اور فرسودہ سمجھ کر بدعات وخرافات کے ذریعے آگے نکلنے کی کوشش، آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی بجائے کسی اور کو نمونہ تسلیم کرنا وغیرہ۔

☆۔ **اللہ سے ڈرنے کا حکم: (وَاتَّقُوا اللَّهَ)**

ان الفاظ میں تقوی اختیار کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے، اور تقوی کا سادہ مفہوم یہی ہے کہ انسان گناہوں سے بچ کو نیکی والی زندگی گزارے اور پھر نیکی کا معیار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور اسوہ حسنہ سے حاصل کرے۔ کیونکہ اپنی مرضی سے کیے جانے والے نیک اعمال معتبر نہیں ہیں۔

☆۔ **اللہ کمال درجے کا سننے والا اور علم رکھنے والا ہے: (إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ)**

آیت کے اس آخری جملہ میں اللہ کی صفت سمع اور علم کا تذکرہ ہے جن پر ہمارا ایمان ہے کہ یہ اللہ کی کمال درجے کی صفات ہیں اور پھر پہلے دو حکم دیئے گئے ہیں ان کے بعد ان صفات کا تذکرہ کر کے اس بات کی طرف بھی اشارہ مقصود ہے کہ اگر زبان اور عمل کے ذریعے احکام الہی کے برعکس کوئی بھی اظہار کیا یا عمل کیا تو اللہ تعالی اس کو سن بھی رہا ہے اور جان بھی رہا ہے، یہ فطرتی بات ہے کہ جب کسی کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ میری باتوں کو میرا افسر یا مالک سن بھی رہا ہے اور دیکھ بھی رہا ہے تو وہ اظہار بغاوت کی بجائے اطاعت کے لئے سر جھکا دیتا ہے۔

سورۃ الحجرات	آیت نمبر: 02

يَآ أَيُّهَا	الَّذِينَ	آمَنُوا	لَا	تَرْفَعُوا	أَصْوَاتَكُمْ
اے	جو لوگ	ایمان لائے ہو	نہ	تم بلند کرو	اپنی آوازوں کو

فَوْقَ	صَوْتِ	النَّبِیِ	وَلَا تَجْھَرُوْا	لَهُ	بِالْقَوْلِ
بلند/اوپر	آواز	نبیؐ	اور نہ اونچا کرو	اس کے سامنے	آواز/ گفتگو

کَجَھْرِ	بَعْضِکُمْ	لِبَعْض	أَنْ	تَحْبَطَ	أَعْمَالُکُمْ
جیسے بلند کرتے ہیں	تم میں سے کچھ	بعض کے لئے	یہ کہ	تم ضائع کرلو	اپنے اعمال کو

وَأَنتُمْ	لَا تَشْعُرُوْنَ
اور تم	نہیں جانتے

سلیس اردو ترجمہ:

اے مومنو! نبی ﷺ کی آواز پر تم اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اور ان کے سامنے زور سے نہ بولو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز میں گفتگو کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

تفسیر و تشریح:

سورہ حجرات کی اس آیت میں نبی ﷺ سے گفتگو کے آداب سکھلائے جارہے ہیں کہ ان کو بلند آواز سے ایسے انداز سے نہ پکارا جائے جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو پھر ان آداب کو ملحوظ نہ رکھنے کی سزا بھی سنائی جارہی ہے۔

بعض مفسرین نے اس آیت کا شان نزول حضرت ثابت بن قیسؓ کی مناسبت سے بیان کیا ہے کہ ان کی آواز قدرتی بلند تھی تو اس آیت کے نزول کے بعد وہ گھر ہی نمازیں پڑھنے لگے اور رو کر یہ کہا کرتے تھے کہ شاید یہ آیت میرے بارے نازل ہوئی ہے اور کہیں میرے اعمال ہی ضائع نہ ہو جائے تو آپ ﷺ نے اس کو جنت کی خوشخبری سنائی اور سمجھایا کہ جن کی آواز قدرتی طور پر بلند ہے ان کے بارے یہ آیت نازل نہیں ہوئی۔ اور آج ادب کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں آپ ﷺ کا تذکرہ ہو رہا ہو وہاں انتہائی مودب طریقہ سے آپ ﷺ سے متعلقہ باتیں سنی جائیں اور نام آنے پر درود پڑھا جائے وغیرہ۔

مولانا مودودیؒ اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں نقل کرتے ہیں کہ: اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ دین میں ذات رسول ﷺ کی عظمت کا کیا مقام ہے، رسول کریم ﷺ کے سوا کوئی شخص خواہ کتنا ہی قابل احترام ہو بہر حال یہ حیثیت نہیں رکھتا کہ اس کے ساتھ بے ادبی اللہ کے ہاں اس سزا کی مستحق ہو جو

حقیقت میں کفر کی سزا ہے، وہ زیادہ سے زیادہ بدتمیزی ہے، خلاف تہذیب حرکت ہے مگر رسول اللہ ﷺ کے احترام میں ذراسی کمی بھی اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے عمر بھر کی کمائی غارت ہو سکتی ہے۔

☆۔ دھیمی آواز کا حکم:

(يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا..... وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْض)

آیت کے ان الفاظ میں ایمان والوں کو اللہ تعالی نے مخاطب کر کے حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی میں آداب گفتگو سکھلاتے ہوئے فرمایا کہ ایک تو اپنی آواز نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کو بلانے کا انداز ایسا نہیں ہونا چاہئے جیسے تم آپس میں بے تکلفی سے دوستوں کو آواز دیتے ہو۔ اور اس بات کی ممانعت سورت النور میں ان الفاظ سے آئی ہے" لَاتَجْعَلُوْا دُعَا الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضُكُمْ بَعْضًا" (النور:63) "رسول ﷺ کو ایسے نہ بلاؤ جیسے تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو"

☆۔ نیکیوں کے ضائع ہونے کا خدشہ:

(أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُوْنٌ)

آدابِ گفتگو میں احترام مصطفیٰ کو ملحوظ نہ رکھنے کی سزا کوئی معمولی سزا نہیں ہے بلکہ ساری زندگی کے نیک اعمال کو ضائع کرنے کی صورت میں ہوگی اور پھر وہ سزا اس انداز سے ہوگی کہ تمہیں نیکیوں کے ضائع ہونے کا احساس تک نہ ہونے دیا جائے گا۔

سورۃ الحجرات	آیت نمبر:03

إِنَّ	الَّذِيْنَ	يَغُضُّوْنَ	أَصْوَاتَهُمْ	عِنْدَ	رَسُوْلِ اللّٰهِ
بیشک	جو لوگ	پست رکھتے ہیں	اپنی آوازوں کو	پاس	اللہ کے رسول

أُوْلٰئِكَ	الَّذِيْنَ	امْتَحَنَ	اللّٰهُ	قُلُوْبَهُمْ	لِلتَّقْوٰى
وہی	جو لوگ	امتحان لیا	اللہ تعالی نے	ان کے دلوں کا	تقوی کے لئے

لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ	وَأَجْرٌ	عَظِيْمٌ
ان کے لئے	بخشش ہے	اور اجر	بہت بڑا

سلیس اردو ترجمہ:

بے شک جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے آزمایا ہے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

تفسیر وتشریح:

اس آیت میں آداب گفتگو کو ملحوظ رکھنے والوں کے لئے بخشش اور اجر عظیم کی خوشخبری دی جارہی ہے۔

مذکورہ آیت سے پہلے والی آیت میں آداب گفتگو سکھلائے جارہے تھے تو اس آیت میں انہی مودب اور مطیع لوگوں کا ذکر کیا جارہا ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں کا امتحان تقوی کے لئے لے لیا ہے اور ان کو بخشش اور اجر عظیم کی خوشخبری سنائی جارہی ہے۔ یا یوں سمجھیں کہ آواز کو پست رکھنے کے حکم سے قبل جن کی آواز کبھی اونچی ہوگئی تھی تو اب وہ انتہائی ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے آواز پست رکھتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے سابقہ گستاخی اور بے ادبی کے گناہ کی بخشش کی خوشخبری دی جاتی ہے اور آئندہ ان کو اجر عظیم کی بشارت بھی دی جاتی ہے۔

سورۃ الحجرات | آیت نمبر: 04

إِنَّ	الَّذِيْنَ	يُنَادُوْنَكَ	مِنْ	وَرَاءِ	الْحُجُرَاتِ
بیشک	جو لوگ	آپ کو آواز دیتے ہیں	سے	پیچھے/باہر	کمروں/ گھر

أَكْثَرُهُمْ	لَا يَعْقِلُوْنَ
ان میں اکثر	عقل نہیں رکھتے

سلیس اردو ترجمہ:

بے شک جو لوگ آپ ﷺ کو پکارتے ہیں حجروں کے باہر سے ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔

تفسیر وتشریح:

اس آیت میں آداب ملاقات کی مناسبت سے کچھ قافلوں کے رویہ کا ذکر کیا جارہا ہے یعنی جو لوگ آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے آتے ہیں اور گھروں سے باہر گلی میں کھڑے ہو کر آپ ﷺ کو باہر

نکلنے کی آوازیں دیتے ہیں ان میں (آداب ملاقات کا) شعور نہیں ہے۔

اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ بنوتمیم قبیلہ کے کچھ عین دوپہر کے وقت مدینہ آئے اور آپ ﷺ کے گھر کے باہر کھڑے ہوکر اونچی آواز سے آپ کا نام لے کر پکارنا شروع کردیا تو اللہ تعالی نے حضور اکرم ﷺ کے آدب واحترام کے منافی خیال کیا اور ایسے لوگوں کو روک دیا۔

سورۃ الحجرات	آیت نمبر:05

وَلَوْ	اَنَّهُمْ	صَبَرُوْا	حَتّٰى	تَخْرُجَ	اِلَيْهِمْ
اور اگر	بیشک وہ	صبر کرلیتے	یہاں تک کہ	آپ نکلتے	ان کی طرف
لَكَانَ	خَيْرًا	لَّهُمْ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
البتہ ہوتا	بہتر	ان کے لئے	اور اللہ تعالی	بخشنے والا	رحم کرنے والا

سلیس اردو ترجمہ:

اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کے آپ ﷺ ان کی طرف نکل آتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تفسیر وتشریح:

آیت مذکور میں پچھلی آیت ہی کے موضوع کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا ہے کہ: جو لوگ باہر دوسرے شہروں یا ملکوں سے حضور نبی کریم ﷺ کو ملنے کے لئے آتے ہیں وہ آداب ملاقات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جلدی کا مظاہرہ نہ کرتے بلکہ اس بات کا انتظار کرتے کہ نبی ﷺ خود باہر کسی نماز یا کام کے لئے نکل آتے تو اس وقت یہ ملاقات کرلیتے تو ان کے لئے یہ بہتر تھا۔

آخری جملہ میں یہ فرمادیا کہ اگر لاعلمی یا جہالت کی بناء پر ان سے کوئی ایسی غلطی ہو جائے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ مفسرین نے یہاں پر فرمایا ہے کہ بنوتمیم قبیلہ کے کچھ لوگ جب آپ ﷺ سے ملنے مدینہ آئے تو گلی میں کھڑے ہوکر بلند آواز سے آوازیں دینے لگ گئے کہ ''یَا مُحَمَّد اُخْرُجْ اِلَيْنَا'' (اے محمد باہر آو) جب کہ اس وقت نبی کریم ﷺ آرام فرمارہے تھے تو اللہ نے تادیباً ان کو ڈانٹا اور ملاقات کے آداب سمجھائے۔

سورۃ الحجرات	آیت نمبر:06

یٰٓاَیُّھَا	الَّذِیۡنَ	آمَنُوۡا	اِنۡ	جَآءَ کُمۡ	فَاسِقٌ
اے	جولوگ	ایمان لائے ہو	اگر	آئے تمہارے پاس	گنہگار
بِنَبَا	فَتَبَیَّنُوۡا	اَنۡ	تُصِیۡبُوۡا	قَوۡمًا	بِجَهَالَةٍ
خبر /اطلاع	پس تحقیق کرو	یہ کہ	تم نقصان پہنچاؤ	کسی قوم کو	نادانی/لاعلمی
فَتُصۡبِحُوۡا	عَلٰی	مَا	فَعَلۡتُمۡ	نَادِمِیۡنَ	
پھرتم ہوجاؤ	پر	جو	تم نے کیا	شرمندہ	

سلیس اردو ترجمہ:

اے مومنو! اگر تمہارے پاس کوئی گناہ گار خبر لے کر آئے، تو اچھی طرح تحقیق کرو! کہیں ایسا نہ ہو کہ لاعلمی سے تم کسی قوم کو نقصان پہنچالو، پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔

تفسیر وتشریح:

اس آیت میں ایمان والوں کو مخاطب کر کے معاشرے کی ایک بہت بڑی برائی کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے کہ اکثر ایسے ہوتا ہے کہ سنی سنائی بات کو آگے تصدیق کیے بغیر پھیلا دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے لڑائیاں اور غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں، لہذا جب بھی کوئی تمہارے پاس پیغام لے کر آئے تو اس کی تصدیق کرلیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ بغیر تصدیق کیے تم پیغام پر ایکشن لے لو اور بعد میں صحیح صورت حال سامنے آنے پر تمہیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے: ''جلدی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے'' (الحدیث)

مفسرین کا خیال ہے کہ یہ آیت ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بارے نازل ہوئی تھی کیونکہ ان کو قبیلہ بنو مصطلق کے پاس زکوۃ جمع کرنے کے لئے بھیجا تھا، تو انہوں نے سوچا کہ اس قبیلہ کے ساتھ میری پرانی دشمنی ہے، یہ لوگ مجھے قتل کرڈالیں گے، وہ اس خوف کے سبب واپس ہوئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ انہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کردیا ہے اور میرے قتل کا ارادہ کیا ہے، آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید ﷺ کی قیادت میں ایک دستہ روانہ کیا، اسی دوران بنی مصطلق کے سردار حارث بن ضرار (ام المومنین حضرت جویریہؓ کے باپ) اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ کی طرف چل پڑا اور راستے میں خالد بن ولیدؓ کے قافلہ سے ملاقات ہوئی تو صحیح صورت حال سامنے آنے پر ان کو شرمندگی کا سامنا کرنا

پڑا۔

بہتر ہے کہ اس واقعہ کو صحابی کے ساتھ نہ جوڑا جائے کیونکہ اس آیت کا مفہوم صاف سمجھ آ رہا ہے کیونکہ اکثر تنازعات اور لڑائی جھگڑوں کی ابتداء جھوٹی خبروں اور بے بنیاد افواہوں سے ہوتی ہے، اور جو لوگ جھوٹی خبر دیں وہ فاسق ہیں۔ سچے مومن ایسے کام نہیں کر سکتے، لہذا جس شخص کی ذات پر بھر پور اعتماد ہو اس کی خبر کو قبول کیا جا سکتا ہے، لیکن جو لوگ ناواقف ہوں اور ان پر اعتماد کرنے کے ذرائع موجود نہ ہوں۔ ان کی خبر کو تحقیق کے بغیر تسلیم نہیں کرنا چاہئے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو بعض دفعہ انسان ایسے فتنوں میں پڑ جاتا ہے جن پر بعد میں پچھتانا بھی پڑتا ہے، اور نقصان بھی بہت ہو جاتا ہے۔

اس آیت سے کئی اصول سامنے آتے ہیں مثلاً:

1۔ ہر معاملے میں تحقیق کرنے کا حکم ہے سنی سنائی بات پر فوری ایکشن نہیں لینا چاہیے۔

2۔ ذرائع ابلاغ کے لئے حکم ہے کہ ہر خبر کی اشاعت اور نشر کرنے سے پہلے تحقیق کریں۔

3۔ جلد بازی کی بناء پر کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔

4۔ تحقیق سے انسان اپنی عدم تحقیق کی بناء پر کئے جانے والے عمل کی ندامت سے بچ جاتا ہے۔

5۔ ذاتی معاملات میں الزامات کی تحقیق کی جائے کیونکہ بہت سے اختلافات محض افواہوں کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔

سورۃ الحجرات | آیت نمبر: 07

وَاعْلَمُوْا	أَنَّ	فِيْكُمْ	رَسُوْلَ اللّٰهِ	لَوْ	يُطِيْعُكُمْ
اور جان لو	بیشک	تم میں	اللہ کے رسول	اگر	وہ تمہاری اطاعت کریں

فِيْ	كَثِيْرٍ	مِّنَ الْأَمْرِ	لَعَنِتُّمْ	وَلٰكِنَّ اللّٰهَ	حَبَّبَ
میں	اکثر	معاملات سے	البتہ تم مشقت میں ڈال دیئے جاؤ گے	اور لیکن اللہ	پسند کیا

إِلَيْكُمُ	الْإِيْمَانَ	وَزَيَّنَهٗ	فِيْ قُلُوْبِكُمْ	وَكَرَّهَ	إِلَيْكُمُ
تمہارے لئے	ایمان	اور اس کو خوبصورت کر دیا	تمہارے دلوں میں	اور ناپسند کیا	تمہارے لئے

الْكُفْرَ	وَالْفُسُوْقَ	وَالْعِصْيَانَ	أُوْلٰٓئِكَ	هُمُ	الرَّاشِدُوْنَ

کفر	اور گناہ	اور نافرمانی	یہی لوگ	وہ	ہدایت پانے والے

سلیس اردو ترجمہ:

اور جان رکھو کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول ﷺ ہیں، اگر وہ اکثر کاموں میں تمہاری بات مان لیں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ گے، لیکن اللہ تعالی نے تمہیں ایمان کی محبت دی اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور اس نے تمہارے لئے کفر، گناہ اور نافرمانی کو ناپسند کر دیا، یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔

تفسیر و تشریح:

اس آیت میں صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے اللہ تعالی نے کئی امور کی طرف اشارہ کیا مثلاً:

☆۔ **اگر نبی ﷺ تم سب کے مشوروں کو مان لیں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ گے:**

(وَاعۡلَمُوا أَنَّ فِيكُمۡ رَسُولَ اللَّهِ لَوۡ يُطِيعُكُمۡ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الۡأَمۡرِ لَعَنِتُّمۡ)

اس آیت میں صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے سمجھایا جا رہا ہے کہ فطرتی بات ہے کہ ہر آدمی کی سوچ، مطالبہ، ماحول اور ضروریات الگ ہوتی ہیں اس لئے رسول بحیثیت مرشد اور رہنماء کے تمام لوگوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی ایسا اصول متعارف کرواتا ہے جس پر عمل کرنا سب کے لئے ممکن ہو اس لئے کسی بھی اہم معاملے اور مشاورت کے وقت فیصلہ رسول ﷺ پر چھوڑ دو اگر تم میں سے ہر ایک کے مشورے کو رسولؐ مان کر فائنل اتھارٹی دے کر رائج کر دے تو تم سب مشقت میں پڑ جاؤ گے۔ مثلاً غزوہ احد کے موقع پر پچاس تیراندازوں نے اپنی مرضی کی تو جیتی ہوئی جنگ شکست میں بدل گئی، اسی طرح ولید بن عقبہ میں اکثر احباب کے کہنے پر بنو مصطلق قبیلہ پر حملہ کا حکم دیا مگر حقیقت حال سامنے آنے پر شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔

☆۔ **اللہ تعالی نے تمہارے لئے ایمان کو پسند کیا ہے:**

(وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيۡكُمُ الۡإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمۡ)

یہاں پر اللہ تعالی نے اپنی پسندیدہ چیز کا اظہار کر دیا ہے کہ اللہ کو ایمان پسند ہے اور اسی ایمان کو تمہارے دلوں میں خوبصورت بنا کر پیش کیا ہے۔ اور ان الفاظ کے مخاطب اس دور میں صحابہ کرامؓ تھے جن کے دلوں میں واقعتاً ایمان کی محبت اور کفر و فسق کی نفرت نمایاں دکھائی دیتی تھی اور آج اہل ایمان اور اسلام ہیں۔

☆۔ کفر،فسق اور عصیان کو ناپسند کیا ہے:

(وَ کَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَ الْفُسُوقَ وَ الْعِصْیَان)

آیت کے اس حصہ میں اللہ نے اپنی ناپسندیدہ چیز کا تذکرہ فرماتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ کو کفر،فسق اور عصیان ناپسند ہے۔

☆۔ ہدایت یافتہ لوگوں کا تذکرہ فرمایا:

(اُولٰئِکَ ھُمُ الرَّاشِدُونَ)

اس آخری جملہ میں ہدایت یافتہ لوگوں کا ذکر کیا ہے کہ وہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں جو اللہ کی پسند کو اپنی پسند اور اللہ کی ناپسند کو اپنی ناپسند بنا لیتے ہیں۔ گویا اللہ کے ہر فیصلے کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں اور اللہ کی رضا کے حصول کے لئے اس کی چاہت کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔

سورۃ الحجرات	آیت نمبر:08

فَضْلاً	مِّنَ اللّٰہِ	وَنِعْمَۃً	وَاللّٰہُ	عَلِیْمٌ	حَکِیْمٌ
فضل	اللہ سے	اور نعمت	اور اللہ تعالی	جاننے والا	حکمت والا

سلیس اردو ترجمہ:

(اور یہ) اللہ کا فضل اور احسان ہے اور اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

تفسیر و تشریح:

یہاں پر اللہ تعالی نے اپنے فضل اور احسان کا ذکر فرمایا ہے کہ یہ اس کا تم پر احسان ہے جس نے تمہارے دلوں میں کفر، فسق اور عصیان کی نفرت پیدا کی ہے اور ایمان کی محبت اور نور سے دل و دماغ کو منور کیا ہے اور ساتھ ہی اپنی دو صفات علم اور حکمت کا ذکر فرمایا ہے۔

حدیث نمبر:10	عنوان: حلاوتِ ایمان

عَنِ	الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰہِ	ذَاقَ
حضرت	عباسؓ بن عبدالمطلب	کہا	فرمایا	اللہ کے رسول	چکھا

رَبًّا	بِاللّٰهِ	رَضِیَ	مَنْ	الْاِیْمَانِ	طَعْمُ
رب ہونے پر	اللہ کے	راضی ہوگیا	جو	ایمان	ذائقہ

رَسُوْلاً ﷺ	وَ بِمُحَمَّدٍ	دِیْناً	وَ بِالاِسْلَامِ
رسول ہونے پر	اور محمدؐ کے	دین ہونے پر	اور اسلام کے

سلیس اردو ترجمہ:

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے کہا، فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے کہ اس آدمی نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر خوش ہو گیا۔(الصحیح المسلم ،حدیث نمبر:34)

تشریح:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ کے رب ہونے پر راضی ہو گئے ،اسلام کے دین ہونے پر خوش ہو گئے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو گئے اصل میں انہوں نے ایمان کی حلاوت کو محسوس کرلیا۔

ایمان کی حلاوت ،مٹھاس اور لذت کو درحقیقت مومن اور متقی ہی محسوس کرسکتا ہے،اس کا مرکز دل ہے کیونکہ آپ ﷺ کی حدیث بھی اسی بات کی تائید کرتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ نیکی اور بھلائی وہ ہے جس سے تیرے دل کو سکون ملے اور برائی اور گناہ وہ ہے جس سے تیرے دل میں کھٹکا پیدا ہو جائے ، اور پھر یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ اور رسول کی رضا اور قرب حاصل کرنے کے لئے اپنی جان نثار کر دیتے ہیں،ایمان کی لذت کی خاطر ہجرت اسلام اور پورے خاندان کو ترک کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔نماز کی حالت میں تیر لگ جائیں یا بچھو کاٹ جائے مگر اسی ایمان کے نشہ کی وجہ سے وقتی طور پر احساس ہی نہیں ہوتا۔لذت ایمان سے لطف اندوز ہونے کے لئے ان تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔

☆۔ اللہ کے رب ہونے پر راضی:

اللہ کے رب ہونے پر راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کے ہر فیصلے کو دل وجان سے تسلیم کیا جائے اور پھر اپنے حق میں اسی فیصلہ کو بہتر سمجھ کر اس کے بے شمار احسانات اور نعمتوں کا شکر بجالایا جائے۔اللہ کو ہی اپنا خالق حقیقی اور معبود برحق مان کر اسی کی طرف ہر نفع ونقصان،خوشی وغمی ، بیماری

وتندرستی، روزگار اور بے روزگاری کو منسوب کیا جائے، اسی کے دیئے ہوئے نظام زندگی کو کافی سمجھ کر یہ عارضی زندگی گزاری جائے، اسی کی محبت اور قرب کے حصول کے لئے جان، مال اور جسم کی قربانی دے کر بھی اس بات پر شکر کیا جائے کہ اس نے مجھے توفیق دی اور میری جان، مال اور جسمانی قربانیوں کو شرف قبولیت بخشا ہے۔

☆۔ اسلام کے دین ہونے پر راضی:

اسلام کے دین ہونے پر راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس زندگی کو گزارنے کے لئے جو آسمانی ہدایت نامہ اسلام کی شکل میں ہمارے پاس آیا ہے ہمارے لئے وہی کافی ہے اور اسی کی اطاعت و اتباع میں ہماری دنیاوی و اخروی کامیابی ہے، اور اس اسلام کی دی ہوئی تعلیمات کے مقابلے میں علاقائی رسم و رواج اور معاشرت و معیشت کے تمام طریقوں میں نقص اور خامی موجود ہے اور اس کے علاوہ جو سابقہ الہامی و غیر الہامی مذاہب کی تحریف شدہ تعلیمات ہیں ان کی شرعی حیثیت بھی اب ختم ہو چکی ہے کیونکہ وہ اب قابل قبول نہیں ہے ''وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الِاسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ'' (آل عمران،:85) ''اسلام کے علاوہ جو کوئی اور دین تلاش کرے گا اس سے وہ قبول نہیں کیا جائے گا''

☆۔ محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی:

محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسوہ حسنہ کے طور پر اب صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کو ہر معاملے میں نمونہ کے طور پر اپنایا جائے، آپ ﷺ کو آخری نبی اور رسول مان کر آپ ﷺ کی تعلیمات کو کافی سمجھا جائے، آپ ﷺ سے اپنی جان، مال، آل اولاد، عزیز و اقارب الغرض ہر چیز سے بڑھ کر محبت کا اظہار کیا جائے اور آپ ﷺ سمیت آپ ﷺ کی آل اولاد کی عزت و حرمت کا دفاع کیا جائے۔